اداریہ

نور معرفت کے پانچویں سال کا دوسرا شمارہ پیش خدمت ہے۔ نور معرفت کی ٹیم کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ اس مجلے کے صفحات قرآن و اہل بیت اطہار علیہم السلام کی تعلیمات سے مزین ہوں۔ اور اس طرح کسی حد تک حدیث ثقلین پر عمل کرنے والوں کی صف میں ہمارا بھی شمار ہو سکے۔ حدیث ثقلین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے آخری ایام مبارک میں اُمت مسلمہ کے لئے سب سے بڑی وصیت سمجھی جاتی ہے۔ جس کے مطابق آپؐ نے مسلمانوں کو اپنے بعد قرآن اور اپنی عترت علیہم السلام سے جڑے رہنے کی تاکید فرمائی اور ہر قسم کی ضلالت اور گمراہی سے نجات کو اِس تمسک کا نیتجہ قرار دیا۔

حدیث ثقلین کو تمام علمائے دین اور محدثین نے الفاظ کے فرق کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اہل سنت کی بعض کتب حدیث میں عترت اہل بیت کی جگہ سنت کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ بہر حال یہ حدیث لسان نبوت سے منقول، ایسی حدیث ہے جس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ اگر سنت کے الفاظ بھی ہوں تو اس کا عترت کے ساتھ کوئی تضاد نہیں ہے، کیونکہ عترتِ رسولؐ، سنتِ رسولؐ کے متفقہ راوی ہیں اور جس درستگی اور دقت سے عترتِ رسولؐ نے سنتِ رسولؐ کی تفسیر و تشریح بیان فرمائی ہے، ویسی کوئی اور بیان نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شخص عترتِ رسولؐ کی عصمت کا قائل نہ بھی ہو، تب بھی ان کی صداقت و امانت، علم و معرفت اور زہد و تقویٰ پر پوری اُمت کا اتفاق ہے اور اُن کے کردار کی مضبوطی اتنی ہے کہ کسی کو انگلی اُٹھانے کی جرائت نہیں ہے۔

بہر صورت، ثقلین سے تمسک کا پہلا مرحلہ قرآن و اہل بیت اطہار علیہم السلام کی تعلیمات کی نشر و اشاعت ہے۔ اور یہ کام، تمام دینی اداروں، علمائے دین اور اسلامی دانشوروں کا فریضہ ہے۔ بالخصوص عصرِ حاضر کے معروضی حالات میں جبکہ اُمت مسلمہ انتہائی مشکلات و مصائب سے دوچار ہے اور اسلام کی ایسی تفاسیر پیش کی جارہی ہیں جن کا حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہماری نظر میں اس بے راہ روی کی سب سے بڑی وجہ، اُمت کا حدیث ثقلین سے انحراف ہے۔ اگر اُمت اس حدیث کے مضمون پر عمل پیرا ہوتی تو فرمان رسولؐ کے مطابق دنیا و آخرت کی سعادت اس کا مقدر بن سکتی تھی۔ لیکن قرآن و اہل بیت اطہار علیہم السلام کی رہنمائی سے منہ موڑنے کی وجہ سے آج اُمت جہاں دنیوی ترقی اور پیشرفت سے محروم ہے، وہاں اس کی آخرت بھی تباہ ہے۔

ایک طرف برسوں سے فلسطین کے مظلوم مسلمانوں پر اسرائیلی جارحیت جاری ہے تو دوسری طرف یمن کے مظلوم مسلمانوں پر پچھلے دواڑھائی ماہ سے مسلسل بمباری کا سلسلہ رکنے نہیں پارہا۔ امریکہ واسرائیل اور اُن کے اتحادی بعض عرب ممالک کے حمایت یافتہ القاعدہ، داعش، النصرہ اور طالبان جیسے دہشت گرد گروہوں نے عراق، شام، پاکستان اور حجازِ مقدس میں ہزاروں مسلمانوں کو اپنی سفاکیت اور دہشت گردی کی بھینٹ چڑھادیا ہے۔ برما میں مسلمانوں کی نسل کشی جاری ہے۔ ان سب مظالم پر امتّ مسلمہ کی مجرمانہ خاموشی، بلکہ یمن، شام اور عراق کے مسائل میں ظلم و بربریّت کی حمایت، اُمت کی قرآن و عترت سے دوری کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ امتّ برسوں سے فلسطین کے مظلوم مسلمانوں پر اسرائیل کی طرف سے ڈھائے جانے والے مظالم پر خاموش نہ رہتی تو آج شام، عراق، یمن اور برما میں مسلمان بچوں، بوڑھوں اور عورتوں پر یلغار کا نہ رکنے والا سلسلہ جاری نہ ہوتا۔ جو امت نام نہاد مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتل و غارت کا سلسلہ نہیں رکوا سکتی، وہ برما جیسے ملک میں غیر مسلموں کے ہاتھوں مسلمانوں کی نسل کشی کیسے بند کرواسکتی ہے؟

سابقہ دنوں میں حجاز کے شہر قطیف اور ایک دوسرے علاقے میں شیعہ مسلمانوں کی مساجد پر دہشت گردی کے واقعات میں بیسیوں نمازیوں کی شہادت اُمت مسلمہ کی تلخ ترین تاریخ کے سیاہ ترین صفحات ہیں جس نے چنگیز وہلاکو کے مظالم کو بھلا دیا ہے۔ سعودیہ میں ایک بظاہر مقتدر حکومت کے برسرِ اقتدار ہوتے ہوئے داعش کا دہشت گردی کی کاروائیاں کرنا، رائے عامہ کی سمجھ سے بالاتر ہے! ایک عام انسان یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کہیں ان واقعات کے پیچھے خود سعودی حکومت کا ہاتھ تو نہیں ہے؟ بہرحال آج علمائے اسلام کا یہ فریضہ ہے کہ غور کریں کہ وہ اسلام جو امن وسلامتی کا دین ہے، اس کے ماننے والے یہ خون چکاں تاریخ کیوں رقم کر رہے ہیں؟ آج پاکستان، افغانستان، عراق، شام، برما، بحرین، یمن اور خود سرزمینِ وحی پر مسلمانوں کا خون کیوں اتنا ارزاں ہو چکا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم اس الٰہی دین کے سچے پیروکار نہیں رہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کے لئے امن وسلامتی اور رحمت کا دین بنا کر بھیجا ہے؟

نورِ معرفت کا یہ شمارہ ماہ مبارک رمضان کے تقریباً وسط تک قارئین کی خدمت میں پہنچے گا۔ بدقسمتی سے امسال ماہ رمضان سے پہلے حکومتی بجٹ کا سامنے آنا اور بجٹ میں عام آدمی کی سمجھ سے باہر اعداد وشمار کے پردے میں نامرئی مہنگائی کا طوفان، اس قوم کی مظلومیت کا ایک اور باب ہے۔ یقیناً اشرافیہ طبقہ اس مہنگائی کو محسوس نہیں کرے گا۔ کیونکہ جن گھرانوں میں ایک دن میں اتنا کھانا پکتا ہو کہ جو پاکستان کے

پچانوے فیصد عوام کے مہینے بھر کے کھانے کے برابر ہو وہ مہنگائی کا درد کیا جانیں۔ یہ درد تو اُن لوگوں کو محسوس ہوتا ہے جو تمام دن محنت کے بعد بھی اپنے کنبے کو پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھلا سکتے۔ بہر صورت، پاکستانی حکومت کا غریب کش بجٹ، سخت گرمیوں کے موسم میں ماہ مبارک میں روزہ داروں کے لئے ایک اضافی آزمائش ہے جس سے یہ قوم ہمیشہ کی طرح اس بار بھی سرخرو ہو کر نکلے گی۔

بد قسمتی سے ہماری قوم عادی مظلوم بن چکی ہے۔ اگرچہ ہم اعتقادی طور پر دینِ محمدیؐ کے قائل ہیں لیکن عملی طور پر ہم تحریف شدہ دین عیسائیت کے ماننے والے ہیں جس کے مطابق اگر کوئی شخص تمہارے ایک گال پر تھپڑ مار دے تو اپنا دوسرا گال بھی اس کے سامنے کر دو۔ دین محمدیؐ کی تعلیم تو یہ ہے کہ ''نہ ظالم بنو، نہ مظلوم!'' لیکن ہم نے قرآن مجید کبھی عمل کی نیت سے پڑھا ہو تو ہمیں اس زندگی ساز قرآنی اُصول کا پتا چلے۔

ہماری قوم کو آزادی کے پہلے دن سے ہی آزادی کی ایسی سزا دی جا رہی ہے کہ آزاد اقوام کی سی زندگی گزارنا تو کجا، ہم آزادی کا مفہوم ہی بھول چکے ہیں۔ تعلیم وتربیت کا فقدان، مناسب مکان ورہائش کا میسر نہ ہونا، اجتماعی آداب وثقافت اور زندگی کی بنیادی ترین ضروریات تک سے محرومی، اس قوم کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے۔ ہمارے ان تمام مصائب کا اصل سبب، پاکستان پر اشرافیہ طبقے کا تسلط ہے جو ہر پانچ سال کے بعد باری باری اس قوم پر مسلط ہو کر لوٹ مار اور ظلم وستم کے عالمی ریکارڈ توڑ رہا ہے۔ ادھر عوام کی بے شعوری کا عالم یہ ہے کہ انتخابات کے ہر موقع پر اسی طبقہ کا انتخاب کرکے اسے اسمبلیوں میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ اس کی حالیہ مثال گلگت وبلتستان کے انتخابات ہیں جہاں حکمران جماعت نے واضح انتخابی برتری حاصل کر لی ہے۔ یہ عوام کی بے شعوری ہے یا ہمارے انتخابی نظام کا کمال ہے کہ جس میں اشرافیہ طبقے اور مقتدر گروہوں کے علاوہ کسی اور کے لئے ایوانِ اقتدار تک پہنچنے کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔

گلگت وبلتستان کے انتخابات ہماری مذہبی اور نظریاتی سیاست کی دعویدار جماعتوں کے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔ ان انتخابات میں ہماری مذہبی قیادت کا رویّہ انتہائی مایوس کن رہا ہے۔ اگر یہ جماعتیں ملت کے مفادات کو مدّ نظر رکھتیں اور اپنی جماعتی پسند و ناپسند اور مفادات کو نظر انداز کرتیں تو آج انتخابی نتائج کچھ اور ہوتے۔ ہماری نظر میں یہ سیاست، سراسر غیر الٰہی اور مفاد پرستانہ ہے اور ملت کے ہر فرد کی طرف سے ایسی سیاست کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے۔ یہاں بعض مذہبی شخصیات اور علمائے دین کا انتخابات کی سیاست کے خلاف ایک مخصوص موقف

بھی قابل خدشہ ہے۔ موجودہ سیاسی عمل میں شرکت کیے بغیر اس طاغوتی نظامِ سیاست میں ایک بہت بڑے سیاسی انقلاب کا خواب دیکھنا، محض ایک خواب ہی ہے۔خلاصہ یہ کہ ہمیں پاکستان کے موجود سیاسی نظام میں اسلامی سیاست کے طریقہ کار کے بارے میں مزید گہرائی سے سوچنے کے ساتھ ساتھ گلگت وبلتستان کے عوام کو اُن کے آئینی حقوق دلانے کو اپنا اصل ہدف قرار دینا چاہیے۔

لہٰذا دین کا درد رکھنے والے علماء، دانشوروں اور اداروں کا سب سے بڑا فریضہ یہی ہے کہ وہ قرآن اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کی حقیقی تعلیمات کو عوام الناس تک پہنچائیں اور اُن میں دین فہمی کے ذریعے آبرومندانہ زندگی گزارنے کا راستہ ہموار کریں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ پر نازل ہونے والی آخری الٰہی کتاب کی تعلیمات پوری انسانیت کے لئے آبرومندانہ زندگی کا پیغام ہیں۔ اگر ہم اس پیغام کو سمجھیں اور اِسے اُس حقیقی سرچشمہ سے حاصل کریں جس کی نشاندہی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیثِ ثقلین میں فرمائی ہے تو یقینا ہم گمراہی سے بچ جائیں گے۔

نور معرفت کے اس شمارے میں چند پرانے لکھنے والوں کے علاوہ کچھ نئے اہلِ قلم کے تحقیقی مقالات بھی پیش کیے جارہے ہیں جو یقیناً ہمارے قارئین کے ذوقِ مطالعہ کی تسکین کا سامان فراہم کریں گے۔ ہم اپنے تمام مقالہ نگاروں کے شکر گزار ہیں۔ نیز ہمیں آپ قارئین کی تنقیدی آراء اور مشوروں کا بھی انتظار رہتا ہے۔امید ہے ہمارے قارئین ہمیں اپنی قیمتی آراء سے آگاہ فرمائیں گے۔

☆☆☆☆☆